بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

وزارتِ مذہبی امور کے ساتھ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے انتظامی الحاق کے بعد چھ ماہ کی مختصر مدت میں فکر و نظر کا یہ دوسرا خصوصی شمارہ ہے۔ اپریل میں ہم نے سیرۃ النبیؐ نمبر پیش کیا تھا اور اب حج نمبر پیش کیا جا رہا ہے۔ حج ایک ایسا موضوع ہے جس پر پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب لکھنے کے لئے کوئی نئی بات باقی نہیں رہی۔ اس کے باوجود لکھنے لکھانے کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اسلام زندہ ہے اور روئے زمین پر مسلمان باقی ہیں۔ یہ لکھنا برائے لکھنا نہیں نا ہی رسماً محض روایت کو نبھانا ہے۔ یہ ہماری دینی ضرورت ہے۔ مسلمان کو مسلمان رہنے کے لئے لازم ہے کہ شعائر اسلام سے متعلق قابل مطالعہ مواد مقتضیات زمانہ کے حسب حال اس تک پہنچایا جاتا رہے۔

اس نمبر کا مقصد عازمین حج کی دینی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ عامۃ المسلمین کو حج کے مختلف پہلوؤں پر عام فہم زبان میں مفید مواد فراہم کرنا ہے۔ حج کی اہمیت، حج کی تاریخ، حج کے اغراض و مقاصد، حج کے مناسک اور آداب و رسوم پر مضامین سے لیکر حج کے عام مسائل اور مسنون دُعائیں تک اس شمارے میں جمع کر دی گئی ہیں۔ رفقائے ادارہ اور ادارہ سے باہر کے ذی علم اصحاب قلم نے اس کی تزئین و آرائش میں حصّہ لیا ہے۔

ادارہ کے چیئرمین جناب مولانا کوثر نیازی وفاقی وزیر امور مذہبی کی وہ تقریر بھی شامل اشاعت ہے جو انھوں نے ۱۷ جولائی کو حکومت پاکستان کی نئی حج پالیسی کا اعلان کرتے

ہوئے ٹی وی پر ایک پریس کانفرنس میں کی تھی۔ اس تقریر میں مولانا نے شرح و بسط کے ساتھ نئی حج پالیسی کے اہم نکات کی تصریح کے ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ وہ کیا اسباب و عوامل ہیں جن کی وجہ سے حکومتِ پاکستان کو بعض پابندیاں عائد کرنی پڑی ہیں۔ اس ضمن میں پہلی بنیادی بات تو یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان اپنی حج پالیسی مرتب کرنے میں آزاد نہیں ہوتی۔ دوسرے ممالک کی طرح پاکستان کو بھی حکومتِ سعودیہ کی عمومی حج پالیسی کی حدود میں رہتے ہوئے اپنی حج پالیسی کے خط و خال متعین کرنے پڑتے ہیں۔ اس سال حکومتِ سعودیہ نے مالی اعتبار سے عازمین حج کی درجہ بندی کر دی ہے اور ارضِ حجاز میں ان کے قیام کی مدت کو بھی محدود کر دیا ہے۔ ظاہر ہے حکومتِ سعودیہ کے ان فیصلوں میں چون و چرا کرنے کی گنجائش نہیں۔ دنیا کے مسلمانوں کو ان فیصلوں کی فقط پابندی کرنی ہے حکومتِ پاکستان نے ان فیصلوں کی پابندی کرتے ہوئے اپنے مخصوص حالات اور محدود وسائل کے پیش نظر حج کے سلسلے میں جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر تھیں۔

گزشتہ برسوں کی طرح اس سال بھی حکومتِ پاکستان نے حج پالیسی مرتب کرنے میں بڑی فراخ حوصلگی اور کشادہ ظرفی سے کام لیا ہے۔ حجاج کی تعداد میں جو قدرے کمی کی گئی ہے، وہ حالات کے تحت ناگزیر تھی۔ اپنے ذرائع حمل و نقل سے کام لے کر ایک مختصر معینہ مدت میں اس سے زیادہ حاجیوں کو حجاز پہنچانا ممکن نہ تھا۔ زر مبادلہ کا مسئلہ بھی ایک ایسا پہلو تھا جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حج میں استطاعت کا سوال جس طرح ایک مسلمان فرد کے لئے فرضیت و عدم فرضیت کے باب میں فیصلہ کن عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان ملک اور حکومت کے لئے بھی بعض فیصلوں کی بنیاد بن سکتا ہے۔ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔ ایک ایسے معاملے میں جس کا تعلق براہ راست اور علی الاغلب مالیات خصوصاً زر مبادلہ سے ہو، ناپ تول کر ہی کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہماری حکومت نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر مصارف کا بوجھ اٹھایا ہے۔ یہ درست ہے کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں اس سال بھیجے جانے والے حاجیوں کی تعداد کم ہے۔ مگر یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ وہ تعداد بھی اسی حکومت کے دور کی ہے۔ اور اس کا محرک حکومت کا یہ جذبہ تھا کہ سابقہ حکومتوں کے عہد میں

مدت ہائے دراز کے ترسے ہوتے لوگوں کی دیرینہ آرزوئیں پوری ہوں لیکن اب وہ حالات باقی نہیں رہے اور پاسبان عقل کو دل کے ساتھ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ اقتضاء ہے ملک وقوم کے مجموعی مفاد کا۔ اس لئے ہمیں یہ تبدیلی بطیب خاطر گوارا کرنی چاہیئے۔

عازمین حج کے نقطۂ نظر سے ایک اہم چیز اس شمارے میں وہ ہدایات ہیں جو سعودی حکومت نے ۱۳۹۵ھ کے حج کے لئے جاری کی ہیں۔ یہ ہدایات ہمیں وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان نے فراہم کیں۔ ہدایت نامہ میں سفر، قیام وطعام، مصارف، کاغذات سفر، زرمبادلہ، صحت وصفائی آمد ورفت، مدّتِ قیام اور دیگر انتظامی امور سے متعلق مفصل معلومات درج ہیں۔ ہر حاجی کو ان ہدایات کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور حکومتِ سعودیہ نے حجاج کرام کے آرام وآسائش اور سہولت کے لئے جو انتظامات کئے ہیں اُن سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ان انتظامات سے مفید نتائج کی توقع اسی صورت میں کی جا سکتی ہے جبکہ ان قواعد وضوابط کی ٹھیک ٹھیک پابندی کی جائے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ ایک ایسے اجتماع کا انتظام جس میں بیس لاکھ سے زیادہ نفوس شریک ہوں کتنا بڑا اور دشوار کام ہے۔ سعودی حکومت آداب مہمان نوازی کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرتی ہے لیکن اس کی کوششوں کی کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ ہم آپ اس کے انتظامی عملے کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ تعاون کی صحیح صورت یہی ہے کہ ہم ان ہدایات پر عمل کریں۔ قواعد کی خلاف ورزی سے حکام ہی کو مشکلات کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ خود حجاج کو بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

یہ ہدایات عمومی قسم کی ہیں اور پوری دنیا کے مسلمانوں اور مسلم حکومتوں کے لئے ہیں، جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ پاکستانی حجاج کے بارے میں بعض خصوصی قسم کی شکایات سننے میں آتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہمارے حاجی عموماً صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔ جہاں تہاں پڑ رہتے ہیں۔ بعض لوگ مصارف کا پورا انتظام کرکے نہیں جاتے اور وہاں جاکر بھیک مانگنے لگتے ہیں۔ اس قسم کی شکایات کے سدباب کے لئے اگرچہ حکومتِ سعودیہ اور حکومتِ پاکستان نے احتیاطی وانسدادی تدابیر اختیار کی ہیں۔ لیکن ہمارے حجاج کرام کو خود ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ وہ ایسی ناپسندیدہ باتوں کی وجہ سے ملک کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔